فقیہُ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ترکِ گناہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ

ترک گناہ

(   )

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد

﴿فعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سبعۃ یظلھم اللّٰہ فی ظلہ یوم لاظل الاظلہ الامام العادل وشاب نشأ فی عبادۃ ربہ ورجل قلبہ معلق فی المساجد ورجلان تحابا فی اللّٰہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل دعتہ امرأۃ ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللّٰہ ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ماتنفق یمینہ ورجل ذکر اللّٰہ خالیا ففاضت عیناہ﴾

رواہ البخاری ومسلم ومالک والنسائی والترمذی۔

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دیں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل بادشاہ، وہ جوان جس کا نشو و نماء اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوا ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو۔ وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی ہو، اسی پر جمع ہوئے ہوں اور اسی پر جدا ہوئے ہوں۔ وہ شخص جسے منصب اور جمال والی کسی عورت نے گناہ کی دعوت دی ہو اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جس نے کوئی صدقہ دیا اور اسے ایسا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہوئی جو دائیں ہاتھ نے خرچ کیا، وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔"

اس حدیث میں جن سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے ان کا بیان چل رہا ہے، پہلی قسم کا بیان ہو چکا آج دوسری قسم کا بیان ہوگا، وہ نوجوان جس کی اٹھان ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں جگہ ملنے کا بلند مقام اس لئے ملے گا کہ اس کے عمل میں مشقت بہت زیادہ ہے۔

﴿العطایا علی قدر البلایا﴾

"انعامات مشقتوں کے مطابق ہوتے ہیں"۔

﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ (۲۹-۶۹)

عبادت کرنے اور گناہوں کے چھوڑنے میں جو لوگ مجاہدہ کریں اور چند روز تک صبر کرلیں ہم ان کی دستگیری کرتے ہیں پھر ان کو گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے، یہ مشقت عمر بھر نہیں رہتی، چند روز مجاہدہ کرنا پڑتا ہے ؎

چند روزہ جہد کن باقی بخند

"چند روز مشقت برداشت کرلیں پھر خوشی سے ہنستے رہیں"۔

نوجوانی ہی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جانے پر اتنی بڑی بشارت ہے۔

عبادت کا صحیح مطلب:

عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ تلاوت اور ذکر و نوافل میں مشغول رہے اور بس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اتق المحارم تکن اعبد الناس﴾

رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب۔

"یعنی گناہوں سے بچنا سب سے بڑی عبادت ہے۔"

نوافل، تہجد، تسبیحات، ذکر تلاوت سب کچھ کرلیں مگر صرف ان سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہ ہوگی اور اگر گناہوں سے بچتے رہے اور معافی مانگتے رہے، توبہ کرتے رہے اور صرف فرائض اداء کرتے رہے، نفل عبادات نہیں کیں تو بھی نجات ہو جائے گی، گناہوں سے بچنا دواء ہے اور نفل عبادت مقوی غذاء، اگر مرض کا علاج نہ کیا جائے تو صرف مقوی غذاء فائدہ نہیں کرتی بلکہ کبھی الٹا نقصان کرتی ہے۔ ترک گناہ مضبوط بنیاد اور مضبوط تعمیر ہے اور نفل عبادت اس عمارت پر رنگ وروغن ہے، اگر بنیادیں مضبوط نہیں تو صرف رنگ وروغن کسی مصیبت سے نہیں بچا سکتا۔ گناہوں سے توبہ کرنا قلب کی صفائی اور ریگمال ہے اور نفل عبادت اس پر پالش ہے۔ میلا کپڑا اور زنگ آلود لوہا رنگ وروغن کو قبول نہیں کرتا۔ اس رنگ میں نہ چمک آئے گی اور نہ ہی پائیدار ہوگا۔ اس پر رنگ وروغن کرنا رنگ کی بے قدری ہے۔ پہلے گناہوں سے توبہ کر کے قلب کو زنگ سے پاک وصاف کیجئے اس کے بعد نفل عبادت کے انوار و تجلیات کا

مشاہدہ کیجئے۔ حضرت رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آئنت دانی چرا غماز نیست
زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
رو تو زنگار از رخ او پاک کن
بعد زیں این نور را ادراک کن

"تیرے دل کے آئینہ میں اس لئے محبت الٰہیہ کا عکس نظر نہیں آتا کہ اس پر گناہوں کا زنگ چڑھا ہوا ہے تو اس پر سے زنگار صاف کر تو نور معرفت کا ادراک ہوگا۔"

نوجوانوں کو بشارت:

جو نوجوان ابتداء جوانی ہی سے گناہوں سے بچتا رہا ہو۔ اس کا اتنا بڑا درجہ اس لئے ہے کہ ایسے وقت میں گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے، اس وقت ذمہ داریاں نہیں ہوتیں، نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے، ہر قسم کے گناہ کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے، اپنی عزت کا خیال نہیں ہوتا، زیب وزینت کا خیال رہتا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لئے حرام طریقوں سے مال کمائے گا، بد نظری اور دوسرے گناہوں سے بچنا مشکل ہوگا۔ ایسے وقت میں اگر وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر گناہوں سے بچتا ہے اور سوچتا ہے:

﴿یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور﴾ (۴۰-۱۹)

اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں مخفی باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ آنکھوں کی خیانت پھر بھی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ تو دل کے خیالات بھی جانتے ہیں۔ یہ سوچ کر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

جوانی میں گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بڑا قرب عطاء فرمانے کا وعدہ فرمایا۔

عصر حاضر کی کرامت:

خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ گناہ آسان ہو، فحاشی عام ہو، سینما اور تصویروں کی نمائش بلا روک ٹوک ہو، اگر کوئی گناہ نہ کرے تو اس کو معاشرہ میں بدترین شخص شمار کیا جاتا ہو، ایسے وقت میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

بدنظری کے مواقع میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظر کو جھکا لینا بہت بڑی کرامت ہے۔ پانی پر چلنے اور پاؤں گیلا نہ ہونے سے لاکھوں درجہ بڑھ کر یہ کرامت ہے کہ گناہوں کے مواقع اور تقاضا موجود ہونے کے باوجود بچتا رہے، اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائیں۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ تعالیٰ کوئی مسئلہ پوچھنے آئیں تو معلوم ہوا کہ بستی سے دور دریا کے کنارے پر عبادت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ شہر کی ہوا لوگوں کے گناہوں سے مکدر اور زمین ملوث ہوتی ہے اس لئے اہل اللہ عبادت کے لئے جنگل کو منتخب کرتے ہیں۔

(ابتداء میں جب شاہراہ پاکستان (سپر ہائی وے) بنا تو وہاں جاکر قلب پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی، بسا اوقات آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ اس لئے کہ یہ زمین اور پہاڑ اب تک گناہوں سے ملوث نہیں ہونے تھے)

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ تعالیٰ وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ یہ دریا میں پانی کی سطح پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت رابعہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے یہ جتانے کے لئے کہ یہ کوئی کمال نہیں ہوا پر مصلیٰ بچھا کر نماز شروع کر دی: وہ سمجھ گئے دریا سے باہر آگئے تو انہوں نے ہوا سے نیچے آکر کہا:

"اگر بر ہوا پری مگسی باشی، وگر بر آب روی خسی باشی دل بدست آرتا کسی باشی۔"

پانی یا ہوا پر مصلی بچھا کر تنکے یا مکھی کی نقل اتار لینا کوئی کمال نہیں، کمال تو یہ ہے کہ اپنے قلب کی خواہشات کو اپنے مالک کی رضا کے سامنے فنا کر دیں۔

جہاں بے حیائی کے طوفان ہوں، گناہوں کی مجالس اور دعوتوں کی ہر طرف سے بھرمار ہو ایسے وقت میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے دل میں بٹھائے گا تو یہ ہے اصل کرامت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب بے حیائی اتنی عام ہو جائے گی کہ مجلس بیٹھی ہوگی ان لوگوں کے سامنے ایک عورت آئے گی، مجلس میں سے ایک شخص اٹھ کر اس سے زنا کرے گا، ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ تو ذرا دیوار کے پردے میں اس سے یہ کام کرتا، اس کا اتنا درجہ ہوگا جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۴/۵۴۱)

سوچنا چاہئے کہ یہ درجہ اس کو کیوں ملا؟ اس لئے کہ اس وقت میں دین کی بات کہنا ایک جرم ہوگا اور جرم بھی ایسا کہ معاشرے میں ناقابل معافی۔

سارا گھر ٹی وی دیکھتا ہے اس کے مناظر سے دل بہلاتا ہے اور ایک شخص ایک کونے میں بیٹھ کر اس سے بچتا ہے تو یہ ہے کرامت۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دس سال رہا، چونکہ کرامات و تصرفات کو مدار ولایت سمجھے ہوئے تھا اس لئے مایوس ہو کر واپس جانے لگا، حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا:

"دس سال میں آپ کی کوئی کرامت ہی نہیں دیکھی۔"

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"کیا اس عرصہ میں میرا کوئی فعل خلاف شرع بھی دیکھا؟"

اس نے کہا: "نہیں" فرمایا:

"دین پر استقامت ایسی کرامت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت ہو ہی نہیں سکتی۔"

اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو بروز قیامت اپنی رحمت کے سائے میں جگہ عطاء فرمائیں گے۔

گناہوں سے بچنے کا نسخہ:

ایسے موقع پر جہاں چاروں طرف سے گناہوں کی دعوتیں ہوں، گناہوں سے بچنے کے نسخے کے دو جزء ہیں: ہمت اور دعاء۔

ہمت بلند کرنے کے نسخے:

گناہوں سے بچنے کے لئے ہمت بلند کرنے کے چند نسخے قرآن وحدیث سے بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ استعمال کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور اپنی رحمت سے نافع بنائیں۔

❶ عبادت گذار نوجوان:

جس حدیث پر بیان چل رہا ہے اس کے مضمون کو سوچا کریں کہ نفس کے تقاضوں کو روکنے پر کتنی بڑی بشارت ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی رحمت کے سایے میں جگہ دیں گے جب کہ کوئی سایہ نہیں ہوگا اور لوگ پسینوں میں غرق ہو رہے ہوں گے۔

❷ گناہوں کے سمندر:

﴿فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنہر فمن

شرب منه فليس منى ومن لم يطعمه فانه منى الا من اغترف غرفة بيده فشربوا منه الا قليلا منهم فلما جاوزه هو والذين أمنوا معه قالوا لا طاقة لنا اليوم بجالوت وجنوده﴾ (۲-۲۴۹)

حضرت طالوت مسلمانوں کے بادشاہ تھے، اس وقت کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام نے ان کو بادشاہ بنایا تھا انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ دیکھنا ہوشیار رہنا، اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیں گے۔ کیسا امتحان ہے؟ لب خشک ہیں، پیاس لگی ہوئی ہے، دریا پر سے گزر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ جس نے اس دریا سے پانی پیا وہ ہم میں سے نہیں۔ پہلے ہی بتا دیا کہ یہ امتحان ہے اور امتحان صرف تھوڑے سے وقت کے لئے ہوا کرتا ہے اگر امتحان میں کامیاب ہو گئے تو پھر انعام ہی انعام ہے۔ ان کو بتا دیا گیا کہ تھوڑی سی دیر صبر کر لو مگر پھر بھی اکثر ناکام ہوئے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جنہوں نے پانی پی لیا ان کی پیاس نہ بجھی بلکہ خشکی اور پیاس میں اور اضافہ ہو گیا ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس کے بعد دشمن سے سامنا ہوا تو کہنے لگے کہ ہم میں مقابلہ کی ہمت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ آئندہ کے لئے نفس و شیطان اور دوسرے دشمنوں کے مقابلہ میں ہمت پست ہو جاتی ہے۔

اور جنہوں نے صبر کیا تھوڑی دیر کے بعد ان کی پیاس از خود بجھ گئی۔

اس وقت سوچ لیں کہ گناہوں کا طوفان ہے اور ہم طالوت کے ساتھ نکلے ہیں، حرام مال اور نفسانی خواہشات کا دریا سامنے ہے شدید پیاس لگی ہوئی ہے دل للچا رہا ہے مگر ارشاد ہے:

﴿من شرب منه فليس منى ومن لم يطعمه فانه منى﴾

"جس نے پانی پیا وہ میری جماعت میں سے نہیں اور جس نے اس کو نہ

چکھا وہ میری جماعت میں سے ہے۔"

اس کا استحضار کریں۔ اگر صبر نہ کیا تو حرام مال کی خواہش بڑھتی جائے گی یہ ہوس کہیں ختم نہیں ہوگی۔ متنبی نے خوب کہا ہے۔

ما قضی احد منها لبانته
ولا انتهی ارب الا الی ارب

"دنیا سے کسی کی حاجت پوری نہیں ہوئی، ایک ہوس پوری ہوئی تو اس نے دوسری کو جنم دیا۔"

خواہش نفس کی مثال:

حضرت بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والنفس کا لطفل ان تهمله شب علی
حب الرضاع وان تفطمه ینفطم
فلا ترم بالمعاصی کسر شهوتها
ان الطعام یقوی شهوة النهم

"نفس دودھ پیتے بچے کی طرح ہے، اگر مشقت برداشت کرکے اس کا دودھ نہ چھڑایا تو جوان ہوکر بھی ماں ہی کا دودھ پینے پر مصرر ہے گا، اس لئے گناہوں کے ذریعہ شہوت پوری کرنے کی کوشش مت کرو کیونکہ اس سے گناہوں کی خواہش اور بڑھ جائے گی، جس طرح جوع البقر کے مرض میں کھانے سے بھوک اور زیادہ بڑھتی ہے۔"

اور فرمایا۔

فلا ترم بالمعاصی کسر شهوتها
ان الطعام یقوی شهوة النهم

ہیضہ کا مریض اگر بھوک پر صبر نہ کرے بلکہ کچھ کھا کر بھوک کا علاج کرنا چاہے تو وہ اپنی موت کا سامان کر رہا ہے۔ بس یہ سوچ کر صبر کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے اس سے سبق حاصل کیا جائے اور دعاء کرتے رہیں کہ جن لوگوں نے صبر کر کے طالوت کا ساتھ دیا یا اللہ! ہمیں ان کا ساتھی بنا، حرام اور گناہ سے بچنے کی ان جیسی ہمت عطاء فرما۔

۳ حرم کے شکار:

﴿یایھا الذین امنوا لیبلونکم اللّٰہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورما حکم لیعلم اللّٰہ من یخافہ بالغیب فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم﴾ (۵-۹۵)

فرمایا کہ احرام کی حالت میں ہم تمہارے پاس بہت شکار لائیں گے احرام میں ہوں یا حرم میں ہم شکار کو تمہارے قریب لائیں گے کہ تمہارے نیزے ان تک پہنچ سکیں گے بلکہ ہاتھوں سے بھی پکڑ سکو گے مگر یہ ہماری طرف سے امتحان ہے ان کو ہرگز نہ پکڑنا۔ بلکہ اگر تم نے خود شکار نہ کیا اور دوسرے کو اشارہ کر دیا تو اس پر بھی مؤاخذہ ہوگا لیکن اگر صبر کرو گے تو ہمارے انعامات کے مستحق ہو گے۔

گناہوں کے شکار:

اس زمانے میں قدم قدم پر گناہوں کے شکار ملتے ہیں، بینک اور انشورنس کی ملازمت، ناجائز تجارت، رشوت اور سود وغیرہ یہ شکار نظر آتے ہیں لیکن دیکھنا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان سے بچ جاؤ یہ ہماری طرف سے امتحان ہے اگر نہ بچے تو آخرت میں عذاب ہی عذاب ہے۔ ایسے ہی جہاں جاؤ ننگی تصویریں نظر آتی ہیں، جس طرف دیکھو گناہ ہی گناہ کے ذرائع میسر ہیں، ہر طرف گناہوں کے طوفان اٹھے ہوئے نظر آتے

ہیں، شکار آ آکر انسان کے اوپر زبردستی گرتے ہیں، آگے پیچھے، دائیں بائیں ہر طرف سے معصیت کے حملے ہی حملے ہیں۔

شیطان نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ مجھے قیامت تک مہلت مل جائے. زندگی مل گئی تو کہنے لگا کہ تیرے بندوں پر آگے پیچھے، دائیں بائیں ہر طرف سے حملے کروں گا اور ان کو بہکاؤں گا۔ کہیں تصویریں لگ رہی ہیں، کہیں گانے ہو رہے ہیں، کہیں ناجائز مال مل رہا ہے، کہیں ٹی وی دکھایا جا رہا ہے، جدھر نکلیں نیم عریاں عورتیں سامنے ہیں، ہر طرف سے گناہوں کی یلغار ہے۔ یہ سوچنا چاہئے کہ اس شکار سے کھیلنا بلکہ اس کی طرف دیکھنا بھی ناجائز ہے اس شکار سے تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

﴿ومن عاد فینتقم اللّٰہ منہ واللّٰہ عزیز ذو انتقام۝﴾ (۵-۹۵)

"اگر ایسا شکار کیا تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی ذات غالب ہے انتقام لینے والی ہے۔"

۲ بنی اسرائیل کی مچھلیاں:

﴿واسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اذ یعدون فی السبت اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا ویوم لا یسبتون لا تاتیھم کذلک نبلوھم بما کانوا یفسقون۝﴾ (۷-۱۶۳)

"فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل کا امتحان لیا کہ ان کو ہفتے کے دن مچھلیوں کا شکار کرنے سے روکا گیا اس روز مچھلیاں پانی کے اوپر تیرنے لگتیں اور جہاں ہفتے کا دن ختم ہوا سب مچھلیاں غائب۔"

انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ نہر کے قریب تالاب کھود لئے یوم السبت کے روز مچھلیاں تالاب میں داخل ہو جاتیں تو تالاب کے منہ پر بند لگا دیتے اور یوم الاحد کے روز مچھلیاں پکڑ لیتے۔

آج کے بنی اسرائیل:

آج کے مسلمان کی حالت بھی یہی ہے کہ اگر شریعت کے مطابق کام کرتے ہیں تو مال منصب اور عزت سے محروم ہوتے ہیں اور جہاں شریعت کے خلاف کام کیا مال، عزت اور منصب سامنے آجاتے ہیں اس لئے بیمہ کمپنیاں اور سود خور لوگ تاویلات کے ذریعہ اس حرام کو حلال ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل جیسا امتحان لے رہے ہیں۔ اگر آج محرمات سے بچ گئے اور کوئی حیلہ سازی نہ کی تو بہت بڑا جہاد ہوگا اور اگر اس امتحان میں ناکام رہے تو اللہ کے قہر سے ڈریں کہیں بنی اسرائیل کی طرح بندر نہ بنا دیئے جائیں۔

⑤ حضرت یوسف علیہ السلام کا مراقبہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے گناہ کی دعوت دی تو فرمایا:

﴿انہ ربی احسن مثوای﴾ (۱۲-۲۳)

میرے رب کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں اتنے بڑے محسن کی نافرمانی میں کیسے کر سکتا ہوں، دنیا میں کوئی ایک گلاس پانی پلادے تو اس کا شکریہ بار بار اداء کیا جاتا ہے مگر وہ ذات جس نے وجود دیا، زندگی دی، جس نے بولنے اور سننے کی قوت دی، چلنے پھرنے کی طاقت دی اور طرح طرح کے انعامات سے نوازا، ایسے مالک کی نافرمانی کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی؟

﴿ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء﴾ (۱۲-۲۴)

یعنی آپ نے ہماری قدرت قاہرہ کا مراقبہ کیا جس کی بدولت ہم نے آپ کو گناہ سے بچالیا۔

۶ حضرت یوسف علیہ السلام کی بلند ہمتی:

حضرت یوسف علیہ السلام گناہ سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف بھاگے، دیکھ رہے ہیں کہ دروازے سب مقفل ہیں، بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں۔ اس کے باوجود ہمت سے کام لیا اور جہاں تک بھاگ سکتے تھے بھاگے تو اللہ تعالیٰ نے دروازہ کھول دیا۔

۷ حضرت یوسف علیہ السلام کی مزید ہمت:

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے مجمع میں قید کی دھمکی دی تو اللہ تعالیٰ سے یوں فریاد کی:

﴿رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ﴾ (۱۲-۳۳)

اے میرے رب! مجھے قید و بند برداشت کرنا سہل ہے بنسبت اس کے کہ آپ کی معصیت کروں۔ محبوب کی معصیت سے بچانے والی قید محبوب ہوگئی۔ قید اس لئے محبوب ہے کہ رضائے محبوب کا ذریعہ ہے، اس لئے گناہوں سے بچنے کی خاطر ہر تکلیف اور بڑی سے بڑی مشقت کو بطیب خاطر برداشت کریں۔ ناجائز ذرائع آمدنی کے ترک کرنے سے، ناچ اور گانے بجانے کا مشغلہ چھوڑ دینے سے، ننگی تصویروں سے پرہیز کرنے سے اور اسلام کے مطابق وضع قطع، شکل و صورت اور لباس اختیار کرنے سے اگر بظاہر کچھ تکلیف بھی ہو تو وہ تکلیف بھی محبوب ہے، محبوب کو ناراض کرکے لذت گناہ کی بنسبت یہ تکلیف زیادہ محبوب ہے مسلمانوں جیسی شکل و صورت اور مسلمانوں کا لباس اختیار کرنے پر اگر عیسائی صورت کے شیاطین مذاق اڑائیں تو ان کو یوں جواب دیں ۔

عذل العواذل حول قلبی التائہ
وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ

محبوب کی محبت میرے قلب کی گہرائیوں میں اس قدر رچی بسی ہے کہ وہاں تک شیاطین کی دست بُرد کی رسائی ممکن نہیں۔ غرض یہ کہ اس میں بظاہر تکلیف بھی نظر آئے تو رضائے محبوب کی خاطر اسے خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔

راحت قلب کا اصل سامان:

بہر حال اس لئے کہا کہ حقیقت میں تو گناہ چھوڑنے سے راحت نصیب ہوتی ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ ہمارے دل میں اتنا سکون ہے کہ اگر بادشاہوں کو معلوم ہو جائے تو وہ اس دولت کو لوٹنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر دیں۔ حضرت پیران پیر رحمہ اللہ تعالیٰ کو شاہ سنجر نے صوبہ نیمروز بطور نذر پیش کرنا چاہا تو فرمایا۔

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
گر در دلم رود ہوس ملک سنجرم
آنگہ کہ یافتم خبراز ملک نیم شب
من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

"میرے دل میں ملک سنجر کی ذرا بھی خواہش ہو تو شاہ سنجر کے تاج کی طرح میرا بخت سیاہ ہو جائے (ان کا تاج سیاہ رنگ کا تھا) میں نے جب ملک نیم شب کی لذت پالی ہے میں صوبہ نیمروز کو ایک جو کے عوض بھی خریدنے کو تیار نہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

دلے دارم جواہر خانہ عشق است تحویلش
کہ دارد زیر گردون میر سامانے کہ من دارم

"میں ایسا دل رکھتا ہوں کہ اس کی تحویل میں عشق کا جواہر خانہ ہے، کیا میرے جیسا میر سامان دنیا میں اور کسی کے پاس بھی ہے؟"

اس لئے میں نے بتایا کہ ترکِ گناہ سے بظاہر مصیبت معلوم ہوتی ہے اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح یہ سوچا کریں کہ یا اللہ! آپ کی ناراضی سے بچنے کے لئے قید زیادہ محبوب ہے، یا اللہ! آپ کی ناراضی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے وہ قید محبوب ہے جو آپ کی معصیت سے بچنے کا ذریعہ ہو۔

❽ عشق کا کرشمہ:

جب کچھ عورتوں پر زلیخا کا عشق ظاہر ہو گیا اور اس کو ملامت کرنے لگیں تو اس نے ان کو دعوت پر بلا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کروائی اور پھر ان سے کہا:

﴿فذلکن الذی لمتننی فیہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم﴾ (۱۲-۳۲)

عشق یوسف کا برملا اقرار و اظہار کر کے یہ بھی جتا دیا کہ اس معاملہ میں کسی بڑی سے بڑی ملامت کا اس قلب پر ذرہ برابر بھی کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ سبق حاصل کریں کہ جب فانی مخلوق کے عشق کا یہ کرشمہ ہے تو محبوب حقیقی کے عشق میں کسی کی ملامت کا کیا اثر ہو سکتا ہے؟ یہ شعر پڑھا کریں ؎

عذل العواذل حول قلبی التائہ
وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ

عورتوں کی ملامت بہت سخت ہوتی ہے اس لئے شاعر نے "عواذل" کہا جس کے معنی ہیں "ملامت کرنے والی عورتیں" شاعر کہتا ہے کہ ملامت کرنے والیوں کی ملامت میرے دل کے اوپر اوپر ہی چکر کاٹتی رہتی ہے جب کہ محبوب کی محبت دل کی گہرائی میں سیاہ نقطے تک پہنچ چکی ہے اس لئے کوئی بڑی سے بڑی ملامت بھی میرے

دل پر کوئی اثر نہیں کر سکتی کیونکہ مقام محبت تک ملامت کی رسائی ناممکن ہے۔

حاصل یہ کہ جب بھی کسی گناہ کا موقع پیش آئے تو اس سے بچنے کے لئے یہ سوچ کر ہمت بلند کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے، یہ طالوت والی نہر ہے۔ یہ حرم کا شکار ہے، یہ بنی اسرائیل کی مچھلی ہے، یہ زلیخا ہے، بس یہ سوچ کر صبر کر لیں، ... ہمت سے کام لیں۔ ہمت کے ساتھ دوسری چیز دعاء ہے بغیر دعاء ... صرف ہمت ... نہیں کرتی جیسا کہ بدون ہمت کے محض دعاء بیکار ہے۔

⑨ حضرت طالوت کا لشکر:

اصحاب طالوت نے نہر سے پانی نہ پینے میں صبر و ہمت سے کام لیا جس کا قصہ بتا چکا ہوں،

﴿ولما برزوا لجالوت وجنوده قالوا ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرين﴾ (۲: ۲۵۰)

جب جالوت اور ان کے لشکروں سے سامنا ہوا تو صبر و استقامت اور نصرت کی دعائیں مانگنے لگے۔

⑩ اللہ والوں کا لشکر:

﴿وكاين من نبى قاتل معه ربيون كثير فما وهنوا لما اصابهم فى سبيل الله وما ضعفوا وما استكانوا والله يحب الصبرين ○ وما كان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فى امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرين ○﴾

(۳-۱۴۶-۱۴۷)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی معیت میں ان کے اصحاب جب دشمن کے مقابلہ

میں نکلتے تو ہمت سے کام لیتے اور اللہ کی راہ میں پہنچنے والی بڑی سے بڑی مصیبت کا جوانمردی کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرتے اور ساتھ ہی استغفار اور ثبات قدم ونصرت کی دعائیں بھی کرتے رہتے تھے۔

مقامِ جہاد:

غور کریں کہ آج ہم شب وروز نفس وشیطان کے لشکروں، بے دین ماحول اور بدترین معاشرے کی فوجوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ یہ بہت بڑا جہاد ہے۔ کفار کے ساتھ جہاد سے بھی اصل مقصد حفاظت دین ہے لہٰذا یہ سوچا کریں کہ ہم ہر وقت بہت بڑے جہاد میں مشغول ہیں۔ شیاطین جن وانس کے لشکروں سے ساتھ سخت مقابلہ ہو رہا ہے۔ اس لئے طالوت اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے اصحاب کی طرح صبر اور ہمت سے کام لیں، دین کی راہ میں پہنچنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور اس کے ساتھ استغفار ودعاء کا سلسلہ بھی جاری رہے۔

دعاء کی اہمیت:

حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ سے بچنے کے لئے اپنے رب کریم کے احسانات عظیمہ اور قدرت قاہرہ کا مراقبہ کیا پھر زبان سے اس کا تذکرہ کر کے زلیخا کو بھی اس کی تبلیغ کی پھر اس قدر ہمت سے کام لیا کہ سب دروازے مقفل ہیں کہیں راہ فرار نظر نہیں آتی مگر بلا سوچے سمجھے بھاگتے ہیں۔

گرچہ رخنہ نیست عالم راپدید
خیرہ یوسف وار می باید دوید

کوئی راستہ نظر نہ آئے تاہم جو کچھ اپنے اختیار میں ہے ضرور کرے، ہمت نہ ہارے۔ یوسف علیہ السلام کی اس ہمت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

دروازے از خود کھل جاتے ہیں اور خود زلیخا کے خاندان کا ایک معصوم بچہ آپ کی عصمت پر شہادت دیتا ہے۔ اس کے بعد مزید ہمت دیکھئے کہ جیل کو کس خندہ پیشانی سے قبول فرمایا، اور اس بے مثال اور عظیم الشان ہمت کے ساتھ دعاء بھی کر رہے ہیں:

﴿والا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجھلین۝﴾ (۱۲-۳۳)

یا اللہ! اگر تو نے دستگیری نہ فرمائی تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ دیکھئے ایسے اضطرار کے وقت دعاء بھی کتنی جلدی قبول ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

﴿فاستجاب لہ ربہ فصرف عنہ کیدھن انہ ھو السمیع العلیم۝﴾ (۱۲-۳۴)

اللہ تعالیٰ کی رحمت نے فوراً دستگیری فرمائی۔ عربی میں حرف "ف" فوراً کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح حضرت طالوت کے قصہ میں فرمایا:

﴿فھزموھم باذن اللہ﴾ (۲-۲۵۱)

اللہ تعالیٰ نے ان کی فوراً نصرت کی اور ان کو دشمن پر غلبہ عطاء فرمایا۔ اسی طرح اصحاب انبیاء علیہم السلام کی دعاء بھی فوراً قبول فرمائی:

﴿فاتھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین۝﴾ (۳-۴۸)

فوراً ہی ان کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطاء فرمائی اور اپنی محبوبیت کا تمغہ عطاء فرمایا۔ جسے اللہ اپنا محبوب بنا لے اور اس کی محبوبیت کا اعلان کرے اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہو سکتی ہے۔ غرضیکہ گناہوں سے بچنے کے لئے ان واقعات کو سامنے رکھ کر ہمت اور دعاء سے کام لیجئے، بوقت دعاء اللہ تعالیٰ کی اس دستگیری اور شان قبولیت کا استحضار کیجئے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان واقعات میں ان کی دستگیری اور فوراً قبولیت کا واسطہ دے کر پکاریئے، ذرا تجربہ کیجئے اور ان کی شان کرم کا کرشمہ دیکھئے۔

چون بر آرند از پریشانی حنین
عرش لرزد از انین المذنبین
این چنین لرزد کہ مادر بر ولد
دست شان گیرد ببالا می کشد

"نالۂ گنہگار پر اللہ تعالیٰ کا عرش عظیم اس طرح کانپ اٹھتا ہے جیسے ماں اپنے بچے کے رونے پر، اور فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو قرب خاص سے نوازتا ہے۔"

غرضیکہ ہمت اور دعاء گناہوں سے بچانے والی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ یہ دونوں پہیے ضروری ہیں، ایک پہیے سے گاڑی نہیں چلتی بلکہ تیز رفتار کے لئے ایک تیسری چیز بھاپ بھی ضروری ہے اور وہ ہے کسی اللہ والے کی صحبت، اس کی برکت سے ہمت بلند ہوتی ہے اور دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

ترک معاصی فضل الٰہی:

﴿وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی﴾

(۱۲ – ۵۳)

حضرت یوسف علیہ السلام اتنے بڑے ابتلاء میں کامیابی کو اپنا کمال نہیں سمجھے بلکہ اس کو اپنے رب کریم کی رحمت قرار دے رہے ہیں۔ اس میں یہ تعلیم ہے کہ گناہ سے بچنے کی توفیق ہوجائے تو اس میں اپنے کمال کا وہم تک بھی نہ آئے بلکہ محض رب کریم کی دستگیری سمجھے۔

اپنا کمال سمجھنے کی صورت میں اس نعمت کے سلب ہوجانے اور بدترین گناہوں میں مبتلا ہوجانے کا بہت سخت خطرہ ہے۔

بہت بڑا گناہ:

جس طرح خود گناہوں سے بچنا فرض ہے۔ اسی طرح حتی المقدور دوسروں کو بچانے کی کوشش کرنا بھی فرض ہے اور اس میں غفلت کرنا بہت بڑا گناہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کو راہ راست پر لائے بغیر خود دین پر قائم رہنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے اسی لئے اس فرض کو چھوڑنے پر قرآن و حدیث میں دنیا و آخرت کے شدید ترین عذاب کی بہت سخت وعیدیں ہیں۔ (جن کی تفصیل وعظ "اللہ کے باغی مسلمان" میں ہے۔ جامع)

اس وقت صرف ایک آیت بتاتا ہوں:

﴿واتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا ان اللّٰه شديد العقاب﴾ (۸-۲۵)

"اور تم ایسے وبال سے بچو جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہیں ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔"

اس لئے دنیا سے فسق و فجور مٹانے کی ہر ممکن کوشش میں لگے رہنا فرض ہے، نرمی سے کام نہ چلے تو حسب استطاعت قوت کا استعمال کرنا فرض ہے، مسلح جہاد کے بغیر تبلیغ مکمل نہیں ہو سکتی۔ (اس کی تفصیل رسالہ مسلح جہاد میں ہے۔ جامع)

اللہ تعالیٰ سب کو ہر قسم کے گناہوں سے بچنے، دوسروں کو بچانے اور اپنی راہ میں مسلح جہاد کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، دلوں میں اپنا خوف اتنا پیدا فرمادیں جو گناہوں کو یکسر چھڑوا دے، اپنا تعلق اور محبت اتنی پیدا فرمادیں کہ گناہ کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔ یا اللہ! تو نفس و شیطان، بے دین ماحول اور گندے معاشرہ کے مقابلہ میں خاوت کے سپاہیوں جیسی، اصحاب انبیاء علیہم السلام جیسی اور حضرت یوسف علیہ

السلام جیسی ہمت اور ان جیسا غلبہ عطاء فرما ان کی طرح دستگیری فرما۔ یا اللہ! ہم ان سے زیادہ کمزور ہیں اور دشمن ان کے دشمنوں سے تعداد اور طاقت میں بھی کئی گنا زیادہ ہیں اس لئے ہم ان سے بھی زیادہ تیری دستگیری کے محتاج ہیں۔ یا اللہ! تو ہماری حالت پر رحم فرما اور ہماری مدد فرما۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد
وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین
والحمد للّٰہ رب العٰلمین